ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

کی شادی کی عمر کا تحقیقی مطالعہ

از

جناب شمشاد محمد خان صاحب

ISLAMIC VISION

IPCI

Title: Hazrat Aisha Ki Umar
Published by: IPCI-Islamic Vision
By: Shamshad M. Khan
Translated by: Hafiz Abdul Ghafoor
Typeset by: Zaid Iqbal
ISBN No.: 978 0 9561790-7-4

OPEN ORDER

We grant you an open licence to reproduce or translate this booklet into any language.

HOWEVER, PLEASE DO NOT MAKE ANY CHANGES TO IT'S CONTENTS AND FORMAT.

You may publish it for sale or for free distribution.

We ask for no royalties or "copyrights".
Wallah!

If we had the means we would have flooded the world with our free literature.

It will be appreciated if due credits are extended and a few copies sent to us for our records.

ISLAMIC VISION
IPCI

426-434 Coventry Road • Birmingham B10 0UG - UK
Tel: 0121 773 0137 Fax: 0121 766 8577
Email: info@ipci-iv.co.uk
Web: ipci-iv.co.uk

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

کی شادی کی عمر کا تحقیقی مطالعہ

از

جناب شمشاد محمد خان صاحب

ویب سائیٹ پر بھی موجود ہے:۔

https://youtu.be/sHraSUKAIDA

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شادی کے وقت حضرت عائشہؓ کی حقیقی عمر۔

۱) : آپ کو کس چیز نے اس سوال کی تحقیق کرنے پر مجبور کیا؟

حقیقت یہ ہے کہ بچپن کے زمانے سے ہی میں یہ بات کبھی قبول نہیں کر سکا تھا کہ، حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عمر نکاح کے وقت چھ سال اور شادی کے وقت نو سال تھی۔ میں نے مختلف علماء سے اس بارے میں سوالات کئے، مگر مجھے مختلف جوابات ملے، جن سے مجھے تسلی نہیں ہوئی۔

ابتدائی نوے (۱۹۹۰ سے ۲۰۰۰ تک) کی دہائی میں ہم نے بھارت کے شہر دہلی کے ایک نامور عالم دین کو برطانیہ آنے کی دعوت دی تھی، وہ اس زمانے کے بڑے علماء میں سے ایک تھے۔ مولانا صاحب برمنگھم میں ہمارے ہی گھر میں ٹھہرے تھے۔

ایک دن میں نے ان سے یہ سوال پوچھا

کہ جناب: نکاح اور شادی کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر کیا تھی؟

انہوں نے کہا کہ بخاری کے مطابق یہ چھ اور نو سال تھی۔
لیکن مولانا صاحب کیا آپ چھ یا نو سال کی لڑکی سے شادی کرنا پسند کریں گے؟
میں نے پھر پوچھا۔
وہ خاموش رہے۔
مولانا صاحب کیا آپ چھ یا نو سال کی عمر میں اپنی بیٹی کی شادی کریں گے؟
میں نے پھر پوچھا۔
وہ پھر خاموش رہے۔
مولانا صاحب میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ نبی ﷺ نے ایک ایسا کام
کیوں کیا، جس کو آپ جیسے اہل علم پیروی کرنے کے لئے ناممکن سمجھیں۔
اس بار پھر کوئی جواب نہیں ملا۔
اگلی صبح میں نے ان کو ہال کمرے میں اپنا سر پکڑے بیٹھے دیکھا، میں نے ان کو سلام
کیا اور خیریت پوچھی۔ تو کہنے لگے کہ تمہیں معلوم نہیں کہ میں ساری رات سو نہیں سکا۔
لیکن کیوں؟ میں نے پوچھا۔
انہوں نے کہا کہ میں رات بھر سوچتا رہا، اور اسی نتیجہ پر پہنچا کہ شاید تمہاری بات صحیح
ہو کہ حضرت عائشہ کی عمر نکاح کے وقت سولہ سال اور شادی کے وقت انیس سال ہوگی۔
پھر جب وہ واپس بھارت چلے گئے تو مجھے وہاں سے چند کتابیں بھیجیں، مثلاً

مولانا محمد فاروق خان کی کتاب ,,شادی کے وقت حضرت عائشہؓ کی حقیقی عمر،،
علامہ حبیب الرحمان کی کتاب امّ عائشہؓ اور حکیم نیاز احمد صاحب کی کتاب
امّ امت، جن میں یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے،
کہ حضرت عائشہؓ کی عمر نکاح کے وقت سولہ اور شادی کے وقت انیس سال تھی۔

۲) : رسول اللہ ﷺ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان شادی کرانے کا اہتمام کیسے ہوا؟

ابن کثیر اپنی تاریخ البدائیہ والنہائیہ میں بیہقی اور مسند احمد کے حوالے سے لکھا ہے کہ
نبی ﷺ کی نبوت کے دسویں سال حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی،
تو کچھ عرصہ بعد حضرت خولہ بنت حکیم جو نبی ﷺ کی ایک قریبی رشتہ دار خاتون تھیں
نے محسوس کیا کہ اب نبی ﷺ دعوت کی سرگرمیاں، بچوں کی دیکھ بھال
اور گھریلو ذمہ داریوں کی وجہ سے کافی دباؤ میں ہیں۔ اس لئے اس نے
آپ ﷺ سے رابطہ کیا اور آپ کو شادی کرنے کی تجویز دی تاکہ ایک عورت گھر اور
بچوں کی دیکھ بھال کرے، اور دو ممکنہ امکانات کا ذکر کیا:
ایک مسلمان معمر بیوہ عورت (ثیبہ) حضرت سودہ بنت زمعہ، اور دوسری باکرہ

یعنی کنواری عورت، حضرت عائشہ بنت ابوبکر۔

لفظ **ثیبہ** کے معنی ایک ایسی عورت، جو شادی کے بعد خاوند کے مرنے سے بیوہ ہو جائے،

اور **باکرہ** سے مراد شادی کے قابل کنواری عورت۔ جبکہ وہ لڑکی جو ابھی

شادی کی عمر کو نہ پہنچی ہو اس کو عربی زبان میں **جاریہ** کہتے ہیں۔ جو کسی

روایت میں بھی حضرت عائشہؓ کیلئے استعمال نہیں کیا گیا۔

(ان حالات، مسائل اور ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے، ایک ایسی
بچی سے شادی، جسے خود نگرانی کی ضرورت ہو، نا قابل فہم ہے۔
کیونکہ اگر ایسے ہوتا تو مسائل میں کمی نہیں بلکہ اضافہ ہوتا)

حضرت خولہ نبی ﷺ کی اجازت پا کر پہلے حضرت ابوبکر کے گھر گئیں اور ان کو نبی ﷺ

کی طرف سے حضرت عائشہ کیلئے نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ عائشہ کی

منگنی جُبیر بن مطعم سے کی گئی تھی، وہ مطعم سے بات کرنے کے بعد ہی کچھ کہہ سکیں گے۔

حضرت خولہؓ نے یہ سوچ کر کہ شاید حضرت عائشہؓ والا رشتہ ممکن نہ ہو،

تو وہ، حضرت سودہ کے باپ زمعہ بن اسود کے پاس گئیں اور ان کو سودہ کیلئے

نبی ﷺ کا پیغام دیا۔ زمعہ اگرچہ مسلمان نہیں ہوا تھا مگر نبی ﷺ

کے رشتہ کو بڑی عزت سے قبول کیا، اور یوں حضرت ابوبکر کا جواب آنے سے

پہلے ہی نبی ﷺ کی شادی حضرت سودہ سے ہوگئی۔ اور حضرت سودہ نے نبی ﷺ کا گھر سنبھال لیا۔

حضرت ابوبکر کچھ دنوں بعد مطعم بن عدی کے پاس گئے اور ان سے عائشہ کی جُبیر سے شادی کا تذکرہ کیا۔ مطعم کا خاندان چونکہ مسلمان نہیں تھا، اس لئے اس نے حضرت ابوبکر سے رشتہ بنانے سے اس لئے انکار کر دیا، کہ کہیں ان کا بیٹا ابوبکر کی بیٹی سے شادی کر کے مسلمان نہ ہو جائے۔ تو حضرت ابوبکر نے عائشہؓ کی نبی ﷺ سے شادی کرنے کے لئے رضامندی ظاہر کر دی، مگر اس میں کافی وقت گزر گیا تھا۔

گو نبی ﷺ کی شادی حضرت سودہ سے ہو گئی تھی اور اب نبی ﷺ کو کسی دوسری بیوی کی ضرورت نہیں تھی، مگر حضرت ابوبکر چونکہ بچپن کے دوست اور پہلے مسلمانوں میں سے تھے اور وہ مطعم کے جواب سے پریشان بھی تھے، اس لئے ان کی دلجوئی کی خاطر نبی ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے نکاح کر لیا۔

اور یہ ہجرت سے تقریباً دو، تین سال پہلے کا واقعہ تھا۔

۳) : کیا بخاری میں یہ ذکر نہیں کہ، حضرت عائشہؓ کی نکاح کے وقت عمر چھ سال اور نو سال کی عمر میں وہ نبی ﷺ کے خاندان میں شامل ہوئیں؟

جی ہاں بے شک بخاری کی کتاب ,,مناقب الانصار،، کی روایت نمبر ,,۲۳۴،، میں اسی طرح ذکر کیا گیا ہے۔ مگر ہم پہلے بخاری کی کتاب الایمان کی روایت ۲۰۲۳ پر غور کرتے ہیں،

عن عباده بن صامتؓ ، ان رسول الله صل الله عليه وآله وسلم

خرج یخبر بلیلة القدر، فتلاحی رجلان من المسلمین فقال ﷺ: انی خرجت لاخبر کم بلیلة القدر وانه تلاحی فلان وفلان فرفعت، وعسی ان یکون خیرالکم فالتمسوھافی سبع والتسع والخمس۔

عبادی بن صامت بیان کرتے ہیں کہ ایک دن اللہ کے رسول ﷺ مسجد آئے تا کہ لوگوں کو شب قدر کے بارے میں بتائیں لیکن وہاں دو آدمیوں کے درمیان جھگڑا ہو رہا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں شب قدر کے بارے میں بتانے آیا تھا مگر تم میں فلاں فلاں جھگڑ رہے تھے تو مجھ سے اس کا علم اٹھ گیا اور شاید یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا، اب اسے رمضان کی پانچویں، ساتویں اور نویں راتوں میں تلاش کرو۔

ہمیں مذکورہ بالا حدیث میں یہ علم ملتا ہے، کہ القدر کی رات کو پانچویں ساتویں اور نویں میں تلاش کیا جائے اور اس سے رمضان کی پچیسویں ستائیسویں اور انتیسویں راتیں مراد ہیں، جبکہ حدیث میں خمسۃ عشرون، سبعۃ عشرون اور تسعۃ عشرون ہونا چاہئے تھا۔ یعنی پچیسویں ستائیسویں اور انتیسویں، تاہم ہم جانتے ہیں کہ اس سے مراد آخری عشرہ ہے کیونکہ اعتکاف رمضان کے آخری عشرہ میں کیا جاتا ہے۔

اور یہ کہ عربی ادب میں ایسا معروف ہے۔ اور معروف کو بار بار دہرایا نہیں جاتا۔

اب بخاری کی ان روایات کو دیکھتے ہیں جن میں حضرت عائشہ کی عمر کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔

عن عائشةؓ قالت: تزوجنی النبی صل الله علیه وآله وسلم، وانا بنت ست سنین، فقدمناالمدینة فنزلنا فی بنی حارث بن خزرج، فوعکت فتمزق شعری، فوفی جمیمة، فاتتنی امی ام رومان وانی لفی ارجوحة ومعی صواحب لی، فصرحت بی فاتیتها لاادری ما تریدبی، فاخذت بیدی حتی اوقفتنی علی باب الدار، وانی لانهج حتی سکن نفسی، ثم اخذت شیئا من ماء فمسخت به وجهی وراسی، ثم ادخلتنی الدار، فاذا نسوة من انصارفی البیت فقلن علی الخیر والبرکة وعلی خیر طائر، فاسلمتنی الیهن فاصلحن من شانی فلم یرعنی الا رسول الله ﷺ ضحی فاسلمتنی الیه وانا بنت تسع سنین۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں چھ سال کی تھی جب میرا نکاح ہوا تھا۔

پھر بعد میں ہم مدینہ چلے گئے اور بنو حارث بن خزرج کے محلّہ میں ہم رہنے لگے۔

تو میں کچھ عرصہ بیمار ہوگئی جس سے میرے سر کے بال بھی کر گئے تھے،

لیکن جب میں صحت یاب ہوگئی، اور ایک دن اپنی ہم عمر سہیلیوں کے ساتھ جھولے

میں کھیل رہی تھی، کہ میری ماں ام رومان آ گئیں، اور مجھے اپنے ساتھ

گھر لیتے گئیں جہاں اور عورتیں بھی موجود تھیں۔ انہوں نے مجھے دعائیں دیں

اور پھر مجھے شادی کے لئے تیار کیا۔ تقریباً دوپہر کے وقت، نبی ﷺ بھی آ گئے

اور مجھے ان کے ساتھ رخصت کر دیا گیا، اس وقت میری عمر نو سال تھی۔

اسی طرح بخاری کی روایت نمبر ۲۳۶، میں

حدثنا اسامه عن هشام بن عروه عن ابيه قال: توفيت خديجة قبل مخرج النبى صل الله عليه وآله وسلم الى المدينة بثلاث سنين، فلبث سنتين او قريبا من ذلک ونكح عائشة وهى بنت ست سنين ثم بنى بها وهى تسع سنين

ہشام اپنے والد عروہ بن زبیر سے، کہ حضرت خدیجہؓ کا انتقال مدینہ ہجرت سے تین سال پہلے ہو گیا تھا۔ تو اس زمانے میں نبی ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے چھ سال کی عمر میں نکاح کیا اور جب وہ نو سال کی تھیں تو ان سے باقاعدہ شادی کی۔

جیسا کہ اوپر روایات میں دیکھتے ہیں کہ چھ اور نو کو سرخ کیا گیا ہے اس پر بھی اوپر والا معروف اصول لاگو ہوتا ہے، جیسا کہ روایت (۲۰۲۳) میں سب سے پہلے ہے اس کا مطلب، سولہ اور انیس بنتا ہے کیونکہ عربی ادب کے معروف اصول کے مطابق عشرہ (دس) نہیں بیان کیا گیا۔ اسے یہاں ست عشرہ (سولہ) اور تسع عشرہ (انیس)۔ ہونا چاہئے تھا۔

احادیث نمبر ۲۳۴ اور ۲۳۶ پر غور کرتے ہوئے علماء نے تین احتمالات کا ذکر کیا ہے۔

1

ایک رائے یہ ہے کہ، کچھ لوگ جو اصل میں عشرۃ داخل کرنا ضروری نہیں سمجھتے، کیونکہ عربی ادب میں عشرۃ دہرانا مناسب نہیں سمجھا جاتا، جیسے روایت (۲۰۲۳)، رمضان کے آخری عشرۃ کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کی تلاش، کے لئے پہلی، تیسری، پانچویں، ساتویں اور نویں کا ذکر کیا جائے گا، نہ کہ اکیسویں، تیئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں۔ ان میں عشرۃ کو دہرایا نہیں گیا بلکہ سمجھا گیا ہے۔

2

دوسری رائے یہ ہے کہ روایت کرتے ہوئے راویوں کو سہو ہوا ہے، اور ان سے لفظ عشرۃ کر گیا ہے۔ وہ یوں کہ عربی زبان میں چھ اور نو کے لئے لفظ ستۃ اور تسعۃ جبکہ سولہ کے لئے لفظ ستۃ عشرۃ، اور انیس کے لئے لفظ تسعۃ عشرۃ، استعمال ہوتے ہیں۔ اب اگر درمیان میں کسی راوی سے بھول کر عشرۃ رہ گیا تو آگے کے راوی بھی اسی طرح روایت کرتے رہے، کسی نے توجہ نہیں دی۔

3

تیسرے قسم کے لوگ روایت کو اسی طرح لیتے ہیں جیسی کہ ہے۔ مگر ہم لوگ اس روایت کو اسی طرح قبول نہیں کر سکتے۔ اور ہمارے پاس اس کے لئے ٹھوس دلائل موجود ہیں۔

جیسے بخاری کتاب التفسیر کی روایت نمبر ۴۸۷۶ میں حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ
,,جب سورۃ القمر نازل ہوئی تو اس وقت میں ایک سمجھدار لڑکی تھی،،۔ یوسف بن ماہک کہتے ہیں کہ انہوں نے ام المومنین عائشہ سے سنا ہے کہ سورۃ القمر کی آیت ,,بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھی وامر،، کے نزول کے وقت وہ ایک سمجھدار لڑکی تھی۔

سورۃ القمر کے نازل ہونے کے وقت کے بارے میں دو قول ہیں:

۱) قران مجید کے اکثر مفسرین کے نزدیک سورۃ القمر نبوت کے چوتھے سال میں نازل ہوئی تھی۔

۲) تفہیم القران میں مولانا مودودی کے نزدیک سورۃ القمر ہجرت سے پانچ سال پہلے نازل ہوئی تھی۔

اگر ہم اس رائے کو لیں کہ سورۃ القمر کا نزول نبوت کے چوتھے سال میں ہوا جب حضرت عائشہؓ ایک سمجھدار لڑکی تھیں، جیسا کہ روایت نمبر ۴۸۷۶ میں ہے تو اس روایت اور ۲۳۴، ۲۳۶ میں تضاد واضح ہے، اس لئے کہ اگر حضرت عائشہ کی عمر نکاح کے وقت چھ سال تھی تو سورۃ القمر کے نزول کے زمانے میں تو وہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں، سمجھدار لڑکی ہونا تو بہت دور کی بات ہے۔ اور اگر ہم تفہیم القران کی رائے کو لیں کہ سورۃ القمر ہجرت سے پانچ سال پہلے نازل ہوئی تھی، تو اس وقت حضرت عائشہ تقریباً دو سال کی بچی تھیں، نہ کہ سمجھدار لڑکی۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ایک دو سال کی بچی کو سمجھدار لڑکی نہیں کہا جا سکتا، جیسا کہ روایت نمبر ۴۸۷۶ میں بتا گیا ہے۔ اور یہ بھی بچی سے ممکن نہیں کہ وہ سورۃ کا زمانہ نزول بتائے۔ کجا کہ اسے یہ بھی یاد ہو کہ سورت القمر کے نزول کے وقت وہ ایک سمجھدار لڑکی تھیں۔

اسی لئے ہم مجبور ہیں کہ ہم روایات نمبر ۲۳۴ اور ۲۳۶ کے مطابق حضرت عائشہؓ کی عمر نکاح کے وقت چھ اور شادی کے وقت نو سال کی تھی، ہرگز نہیں قبول کر سکتے۔

تاہم روایت نمبر ۴۸۷۶، پر غور کرتے ہوئے، اگر یہ فرض کیا جائے کہ سمجھدار لڑکی

کی عمر، کم از کم گیارہ، بارہ سال تو ہو، اگر سورۃ القمر نبوت کے چوتھے سال کی نزول سمجھی جائے تو ہجرت سے آٹھ، نو سال پہلے، تو نکاح کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر اٹھارہ سال بنتی ہے، اور اگر نزول سورۃ القمر کو ہجرت سے پانچ سال پہلے مان لیا جائے تو بھی نکاح کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر تقریباً پندرہ، سولہ سال بنتی ہے۔

اس بات کو بھی ذہن میں رکھا جائے جیسا کہ بخاری اور مسلم میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عائشہؓ کبھی کبھی نبی ﷺ کی وفات کے بعد حدیث کی روایات پر جرح بھی کرتی تھیں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کے گھر آنے کے وقت وہ انتہائی سمجھدار اور ذہین خاتون تھیں، جس نے نبی ﷺ سے قران وسنت کے علم کو اس کی گہرائی میں سیکھا ہوگا۔ اور یہ بات بھی روز روشن کی طرح واضح کہ حضرت عائشہ کا علمی مقام صحابہ اکرامؓ کی صفِ اول کے چند لوگوں میں ہوتا ہے۔

روایات حدیث پر ان کی جرح کے درج ذیل چند نمونے:

مدینہ میں ایک یہودی کی وفات پر اس کے لواحقین رو رہے تھے، تو حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا کہ، لوگوں کے رونے سے میت کو قبر میں تکلیف ہوتی ہے۔
تو حضرت عائشہ نے کہا کہ ایسا نہیں بلکہ حدیث کو ابن عمر صحیح طرح نہیں سمجھے، جبکہ قران میں ہے کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔
(القران ۔ ۱۶۴:۶، ۱۷:۱۵، ۱۸:۳۵)

حضرت عمر کا خیال تھا کہ مردے سنتے ہیں۔ کیونکہ بدر کی لڑائی کے بعد نبی ﷺ نے قریش کے مقتول سرداروں کی لاشوں کو جو ایک کنویں میں ڈالے گئے تھے کو خطاب کیا تھا اور ان کو اللہ کا وعدہ یاد دلایا تھا۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ مردے نہیں سنتے بلکہ یہ نبی ﷺ کا معجزہ تھا۔
(بخاری کتاب المغازی)

۴) : حضرت عائشہؓ کی کم عمری کی شادی کیونکہ اس زمانے میں عربوں میں ایسا رواج تھا؟

یہ ان لوگوں کا بنایا ہوا اصول ہے جنہوں نے روایات ۲۳۴ اور ۲۳۶ کو لفظاً صحیح تسلیم کر لیا ہے، اور وہ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں ایسا ہوتا ہوگا۔

تاہم عربوں کی تاریخ کے مطالعہ سے خواہ وہ اسلام سے پہلے ہو یا بعد میں ایسی کوئی بات سامنے نہیں آتی۔

ایک اور نکتہ جو کم عمری کی شادی کی وکالت میں اٹھایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ،، گرم ملکوں میں لڑکیاں کم عمر میں ہی بالغ ہو جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کی شادی جلدی ہو جاتی ہے۔ یہ نکتہ عمومی طور پر تو قابل قبول نہیں، البتہ کچھ حالات اس کے متقاضی ہو سکتے ہیں۔ جیسے ایک براز یلین لڑکی کے بارے میں میڈیا پر خبر تھی کہ وہ دس سال کی عمر میں حاملہ ہو گئی۔ مگر یہ بہت ہی غیر معمولی واقعہ ہو سکتا ہے۔

اگر ہم اسلام کی ابتدائی تاریخ یا نبی ﷺ کے زمانے کی شادیوں کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی بڑی بہن حضرت اسماء کی شادی کے وقت عمر تقریباً پچیس سال تھی۔

اسی طرح نبی ﷺ کی بیٹی ام کلثومؓ کی شادی کے وقت عمر تقریباً تیئیس سال اور حضرت فاطمہؓ کی شادی کے وقت عمر تقریباً بیس، اکیس سال تھی۔
عام طور پر نبی ﷺ کے زمانے میں لڑکیوں کی شادی اٹھارہ سال کے اردگرد کی جاتی تھی۔

۵) : حضرت عائشہ کب پیدا ہوئی تھیں؟

حضرت عائشہؓ کی حقیقی تاریخ پیدائش معلوم کرنا ممکن نہیں، البتہ نیچے دی گئی تفصیل سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ا) ابن اسحاق جو نبی ﷺ کی سیرت کے ابتدائی کتابوں میں سے ہے۔ان کے خیال میں نبی ﷺ کی نبوت کے بعد جو لوگ سب سے پہلے مسلمان ہوئے تھے ان میں حضرت اسماء بنت ابی بکر کا ستر واں اور حضرت عائشہ بنت ابی بکر کا اٹھارواں نمبر تھا۔
اور وہ اس وقت ایک سمجھدار بچی تھیں جن کی کم از کم عمر چار، پانچ سال ہو سکتی تھی۔
اس لحاظ سے ہجرت کے وقت حضرت عائشہ کی عمر تقریباً ستارہ اٹھارہ سال بنتی ہے۔
مورخین کا خیال ہے کہ حضرت عائشہ تعمیر کعبہ کے زمانے میں پیدا ہوئی تھیں۔اس وقت نبی ﷺ کی عمر پینتیس سال تھی اور اس کے پانچ سال بعد نبی ﷺ نے چالیس سال کی عمر میں نبوت کا اعلان کیا تھا۔پھر تیرہ سال آپ مکہ میں رہے اور ترپن سال کی عمر میں آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔اور حضرت عائشہ سے نکاح ہجرت سے تقریباً دو سال پہلے ہوا تھا اس طرح حضرت عائشہ کی نکاح کے وقت عمر سولہ یا سترہ سال بنتی ہے۔

۲) ابن عساکر کی تاریخ دمشق میں ذکر ہے کہ جب حضرت ابوبکر اور ان کے خاندان نے اسلام قبول کیا تھا تو حضرت عائشہ سمجھدار لڑکی تھیں، اور اسے معلوم تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔
اس طرح اس وقت اس کی عمر کم از کم چار، پانچ سال ہوگی۔
اس طرح ہجرت سے دو سال پہلے انکی عمر تقریباً سولہ سال بنتی ہے جب ان کا نکاح ہوا تھا۔

۳) مورخین کا اتفاق ہے کہ عبداللہ بن زبیر کو ۷۲ ہجری میں شہید کیا گیا تھا اس وقت ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر کی عمر پورے سو سال تھی۔ اسماء بنت ابی بکر حضرت عائشہ سے دس سال بڑی تھیں۔ اس لئے ہجرت کے وقت اسماء کی عمر اٹھائیس سال تھی اس طرح ہجرت کے وقت حضرت عائشہ کی عمر اٹھارہ سال بنتی ہے۔ حضرت عائشہ کی وفات پچاس ہجری میں ہوئی تو اس وقت ان کی عمر اڑسٹھ سال کی تھی۔ اور نبی ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر انتیس یا تیس سال بنتی ہے۔
اسی طرح شادی کے وقت ان کی عمر انیس سال بنتی ہے۔ اور ہجرت سے دو سال پہلے عمر سترہ سال۔
یعنی حضرت عائشہ نے چار، پانچ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا جب نبی ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا تھا۔ اور کعبہ بھی نبی ﷺ کا اعلان سے پانچ سال پہلے تعمیر ہوا تھا۔
جو کہ حضرت عائشہ کی پیدائش کا سال ہے۔

٦) : بخاری میں ذکر ہے کہ، حضرت عائشہ کہتی تھیں کہ جب ان کی والدہ نے انہیں شادی کی رخصتی کے لئے بلایا تو وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولے پر جھول رہی تھیں۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

جی ہاں، جیسا کہ بخاری کی روایت نمبر ۲۳۴ میں بھی مروی ہے۔

اگر ہم ان حالات پر غور کریں جیسا کہ طبقات میں ابن سعد نے بھی ذکر کیا ہے کہ جب نبی ﷺ، حضرت ابوبکر اور مکہ کے دیگر مسلمان مدینہ میں منتقل ہو گئے، تو کچھ ہی عرصہ بعد حضرت ابوبکر نے خود نبی ﷺ سے حضرت عائشہ کو اپنے خاندان کا حصہ بنانے کو کہا۔
اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس وقت حضرت عائشہ صرف نو سال کی بچی تھیں، تو ان کے والد کو اپنی بیٹی کا اپنے خاوند کے گھر منتقل کرنے کے لئے کیوں اتنی فکر اور جلدی تھی۔
اور انہوں نے ایسا کیوں کیا۔ جب کہ حضرت ابوبکر مالدار آدمی بھی تھے؟
حضرت ابوبکر نے نبی ﷺ سے رابطہ کر کے خود پوچھا کہ وہ اپنی بیوی کو اپنے گھر لے جانے کا انتظام کیوں نہیں کر رہے ہیں؟، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ان کے پاس مہر ادا کرنے کے لئے اس وقت کوئی انتظام نہیں ہے۔ تو حضرت ابوبکر نے اپنے طرف سے نبی ﷺ کو مہر ادا کرنے کیلئے رقم قرض دی اور یوں حضرت ابوبکر نے خود اپنی بیٹی کو ان کے گھر منتقل کرنے کا انتظام کیا۔

۷): اب یہ سوال کہ حضرت عائشہ رخصتی کے وقت جھولے میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ تھیں؟۔

اگر ہم لفظ کھیل کو تفریح کے معنی میں لیں تو یہ بڑا معقول لگتا ہے۔ کیوں کہ مشرق وسطی کے ممالک کے ساتھ ساتھ پاکستان کشمیر اور بھارت میں بھی دیہی علاقوں کے لوگ بھی اپنی محفلیں گرم رکھنے کے لئے اپنے گھروں کے صحنوں میں بڑے بڑے درختوں کے ساتھ رسیاں باندھ کر جھولے بنا لیتے ہیں۔ جہاں ہر عمر کی خواتین اور بچیاں اکٹھی ہو کر بات چیت اور تفریح کا سامان کرتی ہیں۔ کیونکہ ہر انسان آخر کچھ وقت تازگی حاصل کرنے کے لئے چلنا پھرنا کھیلنا اور تفریح چاہتا ہے۔

مسلم میں روایت ہے کہ حضرت عائشہ شادی کے بعد بھی نبی ﷺ کے گھر میں اپنی سہیلیوں اور گڑیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھیں اور نبی ﷺ آجاتے تو ان کو چھپا دیتی تھیں مگر نبی ﷺ ان کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟

جی ہاں مسلم کی کتاب فضائل صحابہ میں نمبر ۶۲۸۷ اور ۶۲۸۸ یہ روایات ہیں۔

عن عائشةؓ قالت: انها كانت تلعب بالبنات عند رسول الله ﷺ، وكانت تاتيني صواحبي، فكن يتقمن من رسول الله ﷺ، قالت؛ فكان رسول الله ﷺ يسر بهن الي۔

حضرت عائشہ سے پہلی روایت میں ذکر ہے کہ وہ نبی ﷺ کے گھر میں گڑیوں سے کھیلتی تھیں اور ان کی سہیلیاں بھی آجاتی تھیں، مگر نبی ﷺ کو دیکھ کر وہ شرماتیں اور چھپ جاتیں، مگر نبی ﷺ ان کو پھر میرے پاس بھیج دیتے اور خوش ہوتے تھے۔

عن هشام بن عروه عن ابیه قال فی حدیث جریر، قالت کنت العب بالبنات فی بیته وهن اللعب۔

اگلی روایت پھر ہشام سے مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں کہ وہ نبی ﷺ کے گھر میں گڑیوں سے کھیلتی تھیں۔ یہ دونوں روایات ہشام ہی سے مروی ہیں۔

جب ہم اوپر والی روایات پر غور کرتے ہیں تو ہمیں لفظ ،،اللعب،، نظر آتا ہے یہ لفظ قران میں کئی جگہ آیا ہے جیسے؛ ۵:۵۷،۵۸؛ ۶:۳۲،۷۰؛ ۹:۶۵؛ ۲۱:۳۲،۱۶،۵۵؛ ۲۹:۶۴؛ ۴۷:۳۶۔اس کے معانی میں کھیل کود، تفریح، وقت گزارنا، ایک بار پھر اگر ہم کھیل کو تفریح کے معنی میں لیتے ہیں۔جبکہ کھیل تفریح ہی ہے اور یہی اس کا صحیح مقام ہے۔

اگر ہم موجودہ وقت سے ایک سو سال پہلے تاریخ میں واپس جھانکیں جب، ٹی وی، ریڈیو، کمپیوٹر، سمارٹ فون وغیرہ نہیں تھے تو لوگ اور بالخصوص جوان اور بچے کس طرح اپنا وقت گزارتے تھے اور ان کے بڑے کس طرح اپنے بچوں کو مصروف اور خوش رکھتے تھے۔

میں اپنے بچپن کی کچھ یادیں ذہن میں محفوظ رکھتا ہوں۔جب میری عمر چار پانچ سال ہوگی، میری ایک بہن جس کی عمر سولہ سال تھی وہ کبھی کبھی اپنی سہیلیوں اور بچوں کو ہمارے گھر میں جمع کر کے کچھ کھیل کود کا سامان کر لیتی تھی۔

اور کبھی کبھی، گڑیوں سے شادی کا میلہ بھی سجا لیتی تھی۔جبکہ ایک گڑیا کو دولہا اور دوسری کو دلہن بنا کر شادی کا سماں بناتی اور پھر کچھ کھانا وغیرہ اگر میسر ہوتا تو حاضر کیا جاتا

ورنہ صرف منہ ہی ہلا ہلا کر کھانے کا ڈھنگ رچایا جاتا۔

اس زمانے میں کھیل کے لئے گڑیاں اور جھولے ہی میسر تھے اس طرح خواتین، اور بچے ایک دوسرے سے مل لیتے اور کچھ تفریح کا سامان بھی مل جاتا۔ اور ایک دوسرے یا سمجھدار خواتین یا بڑوں سے نئی اور مفید باتیں بھی سیکھ لی جاتی تھیں۔
گویا یہ ایک مدرسہ اور تفریح کا میدان بھی تھا۔

۸) : کیا کچھ دوسرے شواہد بھی ایسے موجود ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ حضرت عائشہ کی نبی ﷺ کے ساتھ شادی کے وقت عمر انیس سال تھی؟

جی ہاں ایسے کافی شواہد موجود ہیں۔ جیسے جنگ احد میں حضرت عائشہ کا دیگر خواتین کے ساتھ مل کر زخمیوں کی دیکھ بھال کرنا، پانی پلانا اور مرہم پٹی کرنا، جبکہ ہم جانتے ہیں کہ کسی شخص کو بھی جنگ میں پندرہ سال سے کم عمر میں شرکت کی اجازت نہیں تھی۔

عن انس بن مالکؓ خادم رسول اللہ ﷺ قال: رایت عائشة بنت ابی بکر وام سلیم وانهما المشمرتان اری خدم سوقهما تنقزان علی متونهما تفرغانه فی افواه القوم ثم ترجعان فتملانها ثم تجیئان فتفرغانه فی افواه القوم۔

انس بن مالک جو رسول اللہ کے خادم تھے، کہتے ہیں، کہ جنگ احد میں حضرت عائشہ اور ام سلیم پانی کے مشکیزے بھر بھر کر لاتیں اور زخمیوں کو پلاتی تھیں۔

عبداللہ بن عمر کہتے ہین کہ جنگ احد میں ان کی عمر چودہ سال تھی اس لئے ان کو اس میں شرکت کی اجازت نہیں دی گئی۔

اسی طرح انس بن مالک اور زید بن ثابت بھی پندرہ سال سے کم تھے۔اس لئے ان کو بھی اس جنگ میں شامل نہیں کیا گیا۔

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ اس وقت، ام عمارہ اور ام سلیم جیسی سمجھدار خواتین میں سے تھیں، جن کو جنگ میں امدادی ٹیم میں رکھا گیا تھا۔

۔حضرت عائشہ کا علم:

تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ حضرت عائشہؓ ایک ذہین ترین اور عالی دماغ خاتون تھیں، قران مجید، نبی ﷺ کی سنت، اور علم حدیث میں وہ اپنا امتیاز رکھتی تھیں۔

اس کے علاوہ علم الانساب عربی ادب، شاعری اور طب کے علوم میں بھی دسترست رکھتی تھیں۔

حضرت عائشہ قران مجید کی آیات کے مثبت اور منفی پہلوؤں سے بھی آگاہ تھیں۔

اور اس میں تو کوئی شک نہیں کہ انہوں نے قران وسنت کا علم دنیا کے سب سے بہتر استاد یعنی نبی ﷺ سے حاصل کیا تھا۔ البتہ شاعری اور علم الانساب کے لئے ضرور انہوں نے اپنے باپ حضرت ابوبکر سے استفادہ کیا ہوگا۔جبکہ حضرت ابوبکر علم الانساب میں قریش میں اپنا مقام رکھتے تھے۔اور یہ بات سمجھ سے بالا ہے کہ ایک نوسالہ لڑکی اتنی کم عمر میں اتنے علوم میں مہارت حاصل کر لے، جبکہ اس زمانے میں علم کا سارا ذخیرہ اپنے حافظے میں ہی محفوظ کیا جاتا تھا، اور صرف چند لوگ ہی لکھنا پڑنا جانتے تھے۔

گو اسلام نے لوگوں کو لکھنے پڑھنے کی نہ صرف ترغیب دی بلکہ انتظام بھی کیا تھا۔

حضرت عائشہ ایک قانون دان:

یہ ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ نبی ﷺ کے بعد قران حدیث اور اسلامی قانون کی بہت بڑی عالمہ تھیں، انہوں نے نبی ﷺ کی احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ نبی ﷺ سے روایت کیا ہے، جس کی تعداد تقریباً ۲۲۱۰ تک پہنچتی ہے۔

خصوصاً خواتین کے تو تقریباً سب مسائل ان ہی سے مروی ہیں۔ان کی حیثیت محض ایک راوی ہی کی نہیں، بلکہ وہ ایک مفسر، فقیہ اور علوم اسلامی کی ایک بہترین سکالر تھیں۔

ابن اثیر نے اسد الغابہ میں ذکر کیا ہے کہ،۔ بالخصوص حضرت عمر اور حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں تو حضرت عائشہ کو ریاستی مفتی کا درجہ حاصل تھا۔اور نبی ﷺ کے بعض اکابر صحابہ، جیسے ابوموسی اشعری وغیرہ بھی حضرت عائشہ سے مسائل معلوم کرتے تھے۔اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے وقت جب ان کی عمر انتیس یا تیس سال کے قریب ہوگی اسوقت تک حضرت عائشہ ایک نہایت ہی زیرک اور معاملہ فہم عورت بن چکی تھیں، اور یہ عمر کی پختگی سے ہی ممکن ہوسکتا ہے۔

بعض مورخین نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کو حضرت عائشہ سے مذہبی معاملات میں مشورہ لینے کی وصیت بھی کی تھی۔اور یہ ناممکن ہے کہ اہم معاملات میں ایک کم سن بچی سے مشورے کا کہا جاتا۔

اسامہ بن زید:

اسامہ بن زید نبی ﷺ کی نبوت کے تیسرے سال پیدا ہوئے تھے، زید بن حارثہ کا بیٹا ہونے کی وجہ سے اسے نبی ﷺ کے پوتے کا مقام حاصل تھا۔ مسند احمد میں ذکر ہے کہ ایک دفعہ اسامہ بچپن میں گر کر زخمی ہو گئے تھے، اور ان کا خون بہہ رہا تھا، تو نبی ﷺ نے حضرت عائشہ سے اسامہ کو صاف کر کے مرہم پٹی کا کہا۔ اب اگر اس وقت اسامہ کی عمر نو دس سال تھی اور حضرت عائشہ کی عمر بھی نو دس سال تو یہ کیسے ممکن ہے کی نبی ﷺ حضرت عائشہ کو جو خود بچی تھیں ایک دوسرے بچے کی تیمارداری کا کہتے۔

ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ اس وقت کم از کم بیس سال کی خاتون تھیں۔

یاد رہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے وقت اسامہ اٹھارہ انیس سال کے جوان تھے۔ اور انہیں نبی ﷺ نے مسلم فوج کا سردار مقرر کیا تھا۔ تاریخ دمشق میں ابن عساکر لکھتے ہیں کہ اسامہ مسلم فوج کی سرداری کے وقت گیارہ ہجری میں اٹھارہ انیس سال کے تھے جبکہ حضرت عائشہ کی عمر اس وقت انتیس سال تھی۔

حضرت عائشہ کی کنیت ام عبداللہ:

عرب روایات کے مطابق مرد اور عورتیں اپنے ناموں کے علاوہ اپنے بچوں کے ناموں سے کنیت، یعنی اعزازی نام رکھتے تھے، اور عموماً یہ کنیتیں اپنے سب سے بڑے بچے یا بچی کے نام پر ہوتی تھیں، جیسے نبی ﷺ کی کنیت ابوالقاسم، اور ام سلمہ جن کا اصل نام ہند تھا۔ حضرت عائشہ کے ہاں جب کوئی بچہ نہیں تھا، تو انہوں نے نبی ﷺ

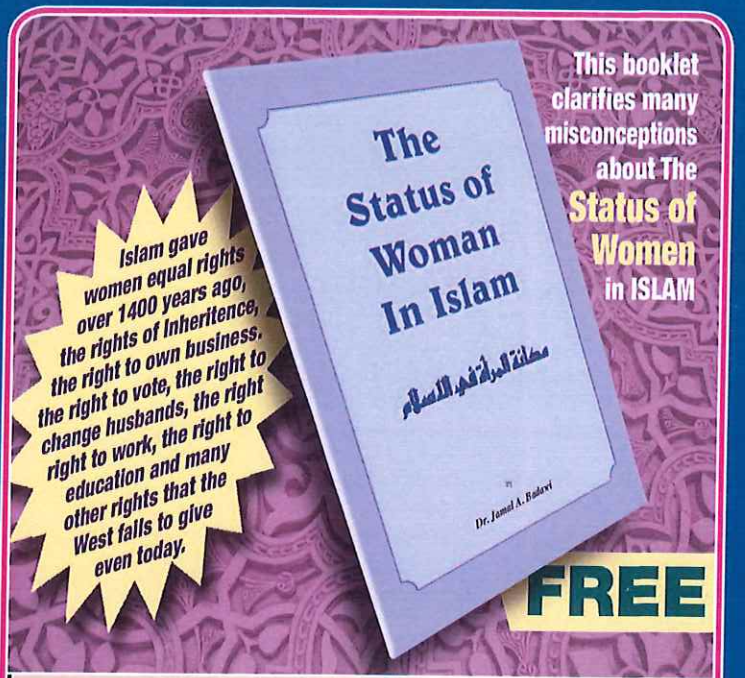
سے اپنی کنیت کا کہا تو آپ ﷺ نے کہا کہ وہ اپنے بھانجے عبداللہ کے نام سے اپنی کنیت ام عبداللہ رکھ لیں۔ اور ظاہر ہے کہ کنیتیں یا اعزازی نام بچوں کے نہیں بلکہ بڑوں کے لئے ہی مخصوص تھے۔

ایک یتیم کی عید:

تاریخ دمشق میں ابن عساکر نے لکھا ہے کہ، بشیر بن عقربہ کے والد عقربہ جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے، عید کا دن تھا اور بشیر راستے میں کھڑے رو رہے تھے کہ ان کا باپ نہیں تھا اور وہ یتیم تھے۔ نبی ﷺ نے اس کو روتے دیکھا، اور معلوم کیا، تو بچے نے اپنا ماجرا سنایا، نبی ﷺ یہ سن کر آبدیدہ ہو گئے، بشیر کو اپنے گھر لے آئے اور حضرت عائشہ سے اس بچے کی عید کا انتظام کرنے کو کہا، اور پھر بچے سے فرمایا کہ کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ میں تمہارا باپ اور عائشہ تمہاری ماں ہو۔ اب اگر حضرت عائشہ جنگ احد کے زمانے میں خود دس بارہ سال کی لڑکی تھیں، تو وہ بشیر جیسے بچے کی ماں کا منصب کیسے پورا کر سکتی تھیں۔

ان سارے شواہد کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر کھلے دل کا انسان سوچے، تو اس نتیجے پر ہی پہنچے گا، کہ حضرت عائشہؓ کی نکاح کے وقت عمر سولہ، سترہ سال، اور شادی کے وقت کم از کم عمر انیس، بیس سال تھی۔
اور وہ شادی کے وقت ایک سمجھدار اور پختہ خاتون تھیں۔

مسلمان مبلغین سے درخواست ہے کہ، وہ اس موقف اور تحقیق کو عام کریں، تا کہ اس معاملہ میں عوام الناس کے تذبذب کو دور کیا جا سکے۔ اور غیر مسلموں کی تنقیدوں کا موثر جواب دیا جا سکے۔



Name.....

Address .....

..... Postal Code .....

Email.....

ISLAMIC VISION
IPCI

426-434 Coventry Road • Birmingham B10 0UG - UK
Tel: 0121 773 0137 Fax: 0121 766 8577
Email: info@ipci-iv.co.uk
Web: ipci-iv.co.uk

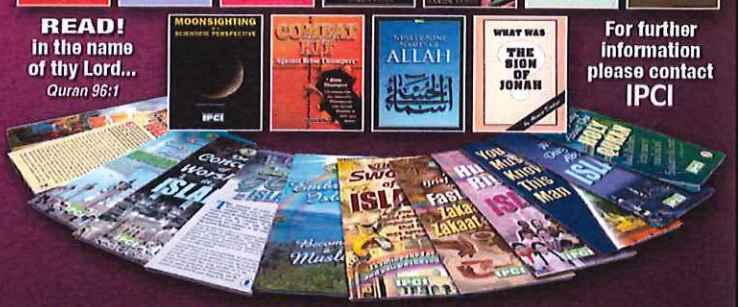
OUR LITERATURE is FREE

We appreciate any contribution, ZAKAAT, LILLAH and DONATIONS to support and promote this noble cause

The following literature is available upon request



READ!
in the name of thy Lord...
Quran 96:1



For further information please contact IPCI

For a complete list of informative information please contact IPCI

ISLAMIC VISION
IPCI
426-434 Coventry Road • Birmingham B10 0UG • UK
Tel: 0121 773 0137 Fax: 0121 766 8577
Email: info@ipci-iv.co.uk
Web: ipci-iv.co.uk